SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:3 (2024) PAGE NO: 39-47
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: حافظ منیب احمد, & ڈاکٹر حافظ محمد خان. (2024). Analytical Study of Imam Qastalani's Circumstances and Influences: امام قسطلانی کے احوال و آثارکا تجزیاتی مطالعہ. Shnakhat, 3(3), 39-47. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/318

" Analytical Study of Imam Qastalani's Circumstances and Influences

امام قسطلانی کے احوال و آثار کا تجزیاتی مطالعہ"

حافظ منیب احمد[1] ڈاکٹر حافظ محمد خان[2]

پی ایچ-ڈی سکالر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف آزاد جموں و کشمیر muneeb.ahmed@uog.edu.pk

ایسوسی ایٹ پروفیسر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف آزاد جموں و کشمیر

Abstract

Ahmad bin Muhammad Qastalani was born in Cairo on January 19, 12 Dhul-Qa'd 851 AH. He was Shafi'i ul-Maslik. He was a great scholar of Qirat, Hadith, Fiqh and Seerah. He spent his whole life in Egypt in preaching and spreading Islam. A large number of people participated in his sermons. He recited the Holy Quran very melodiously. When he used to recite the Holy Quran in the mihrab, people would fall down due to humility and crying. His scholarly and authorial services are very valuable. Two of his works named as Irshad ul-Saari Sharah Sahih al-Bukhari and Al-Mawahib ul-Ludniya have gained a lot of popularity. Among his other works are Lataif ul-Isharat fi Funun al-Qiraat, Fath ul-Dani fi Sharah Harz ul-Amani, Tuhfat ul-Saamy wal-Qari, Al-Is'aad fi Talkhis ul-Irshaad, Nafais ul-Infas fi Suhbah wal-Libas, Luwa'am ul-Anwaar fi al-Ad'iyyah wal-Azkar and many other works are included. Thanks to these valuable academic and literary services, he is considered among the famous and best scholars of his time. Allama Qastalani died on Friday 8 Muharram 923 AH and was buried in Madrasa Aini near Jamia Al Azhar.

نام ونسب

آپ کا نام احمد بن محمد، کنیت ابو العباس اور لقب شھاب الدین تھا۔ آپ کے والد محمد بن ابی بکر بن عبد الملک اور والدہ حلیمہ بنت شیخ ابی بکر احمد بن حمیدۃ النحاس تھیں۔

علامہ سخاوی نے آپ کا پورا نسب نامہ یوں لکھا ہے۔

احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن الزین احمد بن الجمال محمد بن الصفی محمد بن المجد حسین بن التاج علی القسطلانی[i]

آپ قسطلانی کے نام سے مشہور معروف ہیں۔ قسطلانی کی نسبت قسطیلۃ یا قسطلینۃ کی طرف ہے جو کہ افریقہ کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔

مرتضی زبیدی نے تاج العروس میں قطب حلبی کے حوالے سے لکھا ہے۔

القسطلانی کانہ منسوب الی قسطیلۃ بضم القاف من اعمال افریقیہ بالمغرب[ii]

علامہ زرقانی نے شرح الزرقانی میں "قطب الدین قسطلانی" کے تذکرہ میں یہی لکھا ہے۔[iii]

البتہ مجد الدین فیروز آبادی م 817ھ نے قسطلانی کو اندلس کے علاقہ قسطلۃ کی طرف منسوب کیا ہے۔[iv]

محمد بن احمد الازہری م 370ھ اور ابن منظور افریقی م 711ھ نے صرف اتنا لکھا ہے کہ قسطلانی کسی شہر یا علاقے کی طرف منسوب ہے۔[v]

علمائے انساب میں سے ابن الاثیر، علامہ سیوطی، علامہ سمعانی اور یاقوت حموی نے قسطلانی کے بجائے القسطلی کا ذکر کیا ہے۔[vi] جو کہ شام کے علاقہ قسطل یا قسطلۃ سے منسوب ہے۔

علمائے لغت کی آراء کے مطابق قسطلانی کی نسبت افریقہ کے علاقہ قسطیلۃ یا قسطلینۃ کی طرف ہے جبکہ علامہ قسطلانی قاہرہ میں پیدا ہوئے اور ساری زندگی یہیں بسر کی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق افریقہ کے شہر قسطیلۃ یا قسطلۃ سے تھا۔ اسی نسبت سے آپ کو قسطلانی کہا جاتا ہے۔

آپ 12 ذوالقعدہ 851ھ بمطابق 19 جنوری کو قاہرہ میں پیدا ہوئے اور یہیں پروان چڑھے۔[vii]

مکہ میں دوبار مختصر سے قیام کے علاوہ ساری زندگی مصر میں تبلیغ واشاعت میں گزار دی۔ آپ شافعی المسلک تھے۔ مصر کے مشاہیر علماء اور ائمہ اکثر شافعی المسلک تھے۔ لہذا ان کے تلامذہ اپنے شیوخ کے تبحر علمی اور دوسرے کمالات سے متاثر ہو کر عموماً اسی مسلک کو قبول کر لیتے تھے۔ علامہ قسطلانی کے اساتذہ میں سے شیخ الاسلام زکریا انصاری اور علامہ سخاوی وغیرہ شافعی المسلک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے بھی شافعی مسلک اختیار فرمایا۔

تعلیم وتعلم

آپ نے اوائل عمری میں ہی قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ قرآن کے علاوہ الشاطبیہ، الطیبہ، الجزریہ اور علم النحو کی کتاب الوردیہ بھی حفظ کر لی تھی۔[viii]

بچپن میں ہی قرآن کریم چودہ قرآتوں کے ساتھ پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ علم قرات میں آپ کے استاد عمر بن قاسم الانصاری، عبد الغنی الھیثمی، زین عبد الدائم، شہاب بن اسد اور خالد الازھری تھے۔ ان شیوخ کے علاوہ آپ نے امام جامع ابن طولون شمس بن حمصانی سے بھی علم قرات کی تحصیل کی۔[ix]

علم قرات میں مہارت کا نتیجہ تھا کہ آپ قران کریم نہایت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔

عبد الوہاب شعراوی لکھتے ہیں:

وہ خوش شکل اور طویل القامت تھے۔ قرآن کریم کو چودہ قراتوں کے ساتھ پڑھتے تھے۔ آپ کی آواز شق القلب لوگوں پر بھی رقت طاری کر دیتی تھی ۔ جب وہ محراب میں تلاوت قرآن کریم کرتے تو لوگ خشوع و خضوع اور رونے کے باعث گر پڑتے تھے۔[x]

علم حدیث کے لئے بھی آپ نے اپنے وقت کے مشاہیر علماء سے کسب فیض کیا۔ علم حدیث میں آپ کے استاد شیخ زکریا الانصاری، شمس الدین سخاوی اور البرھان بن ابی شریف تھے۔ نیز علامہ شاوی کی پانچ مجالس میں ان سے مکمل صحیح بخاری سنی، علم فقہ آپنے الفخر المقسی، الشہاب العبادی، شمس البامی اور جلال بکری سے حاصل کیا۔ علامہ برھان العجلونی سے علم نحو کی تحصیل کی۔[xi]

ان صاحب کمال اساتذہ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت نے علامہ قسطلانی کے علمی ذوق کو خوب ابھارا اور علم کو ان کا مشغلہء زندگی بنا دیا۔

مختلف علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد علامہ قسطلانی اپنے وقت کے ایک جید عالم بن گئے۔ چنانچہ نجم الدین غزی نے "الکواکب السائرۃ" میں آپ کو درج ذیل القابات دیئے ہیں۔

الشیخ الامام العلامه ،الحجة الرحلة الفهامة،الفقیه النبیه المقری المجید المسند المحدث۔[xii]

درس و تدریس:

حصول تعلیم کے بعد آپ نے وعظ و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جامع عمری میں آپ وعظ کرتے تھے۔ آپ کے وعظ میں بہت تاثیر ہوتی تھی۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ کا وعظ سننے کے لئے حاضر ہوتی۔[xiii]

وعظ کے علاوہ آپ قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ نجم الدین غزی نے الکواکب السائرۃ میں آپ کے بہت سے تلامذہ کا ذکر کیا ہے ۔ جنہوں نے آپ سے مختلف علوم و فنون حاصل کئے۔

علامہ سیوطی کی حسن المحاضرہ سے معلوم ہوتا ہے آپ نے جامع عمرو میں بھی خطیب کی خدمات سرانجام دی تھیں۔ علامہ سیوطی کے مطابق 876ھ میں جب مصر میں قحط رونما ہوا تو صلوۃ استسقاء کے لیے لوگوں کی ایک بڑی تعداد جامع عمرو میں اکٹھی ہوئی۔ جہاں پر شہاب الدین قسطلانی خطیب جامع عمرو نے خطبہ دیا اور صلوۃ استسقاء کی ادائیگی کے بعد دعا کروائی۔[xiv]

جامع عمرو کا شمار مصر کی مشہور جامعات میں ہوتا ہے اسے الجامع العتیق بھی کہا جاتا ہے۔[xv]

"المفصل فی تاریخ الادب العربی" کے مؤلفین نے علامہ قسطلانی کے بارے میں لکھا ہے:۔

ویجلس للوعظ بالجامع العتیق[xvi]

وہ جامع عتیق میں وعظ کے لیے بیٹھتے تھے۔ مصر کے علاوہ جب آپ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو وہاں پر بھی بہت سے لوگوں نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔

سفر حجاز:

علامہ قسطلانی دو مرتبہ حج کی سعادت سے بہرہ یاب ہوئے۔ایک مرتبہ 887ھ میں اور دوسری مرتبہ 894ھ میں۔حجاز کے سفر میں بھی آپ علمی استفادہ سے غافل نہ رہے۔مکہ میں آپ نے زینب بنت الشوبکی اور نجم بن فہد کے علاوہ دیگر کئی علماء سے تحصیل علم کی زینب بنت الشوبکی کو آپ نے سنن ابن ماجہ پڑھ کر سنائی[xvii]

علامہ سخاوی کے مطابق آپ 897ھ میں بھی حج کے لیے گئے۔یہ سفر آپ نے بحری راستے سے کیا تھا۔[xviii]

حج کے علاوہ بھی آپ نے حجاز کا سفر کیا تھا۔ربیع الآخر 892ھ میں نبی اکرم ﷺ کے روضۃ مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا۔جب آپ کی دور سے مدینہ کے گھروں پر نظر پڑی تو یہ اشعار کہے۔

الامع برق يغتدى ويروح	ام النور من ارض الحجاز يلوح
وريح الصباهبت بطيب عرفهم	ام الروض فى وجه الصباح يفوح

مدینہ منورہ پہنچ کر یہ اشعار کہے۔

اتيتک زائر اوودت انى	جعلت سواد عينى امتطيه
ومالى لا اسير على المعآقى	الى قبر رسول الله فيه

علامہ قسطلانی کے بقول جب میری نظر نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک اور مسجد منیف پر پڑی تو خوشی سے میں یہ اشعار کہے۔

ايها المغرم المشوق هنيا	ما انا لوک من لذيذ التلاق
قل لعينيک تهملان سرورا	طالعا اسعداک يوم الفراق[xix]

جمادی الاولی 893ھ اور 885ھ میں آپ نے حجاز کا سفر کیا تھا۔جیسا کہ مؤلف نے خود المواہب اللدنیہ میں ذکر کیا ہے۔[xx]

معاصرین سے تعلقات:۔

علامہ قسطلانی زاہدانہ طبیعت کے مالک تھے۔لوگوں کے ہجوم سے دور رہنا پسند کرتے تھے۔لیکن علماء وصوفیہ کی صحبت پسند کرتے تھے۔آپ کے عہد میں مصر میں علماء وفضلاء کی کثیر تعداد تھی۔اپنے معاصرین سے آپ کے تعلقات کی نوعیت علمی قسم کی تھی۔علامہ سخاوی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔
اور وہ مصر میں بعض اہل علم وفضل کی رفاقت میں بیٹھتے تھے۔[xxi]

آپ کے عہد میں محمد القیصونی(م931ھ) نامور عالم تھے اور اہل علم وفضل کی توقیر فرماتے تھے۔آپ کا گھر اہل علم وفضل کی آماجگاہ تھا۔آپ کے گھر اکثر علماء تشریف لاتے۔مثلاً شیخ شہاب الدین ابن شقیر التونسی، شیخ عمر البجائی اور شیخ شہاب الدین قسطلانی وغیرہ[xxii]

علامہ سیوطی کا شمار بھی آپ کے معاصرین میں ہوتا ہے۔صاحب کشف الظنون نے علامہ سیوطی اور علامہ قسطلانی کی باہمی مناقشت کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

علامہ سیوطی کا خیال تھا کہ علامہ قسطلانی ان کی کتابوں سے مواد نقل کرتے ہیں اور یہ ظاہر نہیں کرتے کہ وہ میری کتابوں سے مدد لے رہے ہیں۔بعد ازاں یہ شکایت شیخ الاسلام زکریا انصاری کے حضور میں محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی۔علامہ سیوطی نے علامہ قسطلانی کو المواھب اللدنیہ کے بہت سے

مواقع میں الزام دیا۔ان میں سے ایک یہ تھا کہ المواہب کے وہ کتنے مواقع ہیں جو بیہقی سے نقل کئے گئے ہیں اور بیہقی کی مؤلفات و تصانیف میں سے کس قدر تصانیف ان کے پاس موجود ہیں۔علامہ سیوطی نے شیخ الاسلام سے کہا کہ قسطلانی کو چاہیے تھا کہ وہ لکھیں کہ میں نے سیوطی سے نقل کیا ہے اور سیوطی نے بیہقی سے نقل کیا ہے۔علامہ قسطلانی،علامہ سیوطی کی اس بات سے بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔چنانچہ وہ علامہ سیوطی کا دل صاف کرنے کے لئے برھنہ اور پاپیادہ ان کے گھر روانہ ہوئے۔علامہ سیوطی اس وقت روضۃ المقیاس میں گوشہ نشین تھے۔آپ نے سیوطی کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا ۔علامہ سیوطی نے اندر سے دریافت کیا کہ کون شخص ہے؟علامہ قسطلانی نے عرض کیا کہ میں قسطلانی ہوں،برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوں۔کہ آپ کے دل سے کدورت دور کروں تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔یہ سن کر علامہ سیوطی نے اندر سے ہی کہا کہ میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا ہے لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی۔[xxiii]

علامہ سیوطی کی یہ رنجش اپنی جگہ صحیح ہے لیکن تصنیف و تالیف میں امام قسطلانی کی دیانتدارانہ روش کا اندازہ ان کے اس بیان سے ہوتا ہے جو انہوں نے المواہب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں فتح الباری اور کتاب الشفاء سے استفادہ کیا ہے۔[xxiv]

مندرجہ بالا واقعہ علامہ قسطلانی کی عاجزانہ و منکسرانہ طبیعت کی عکاسی کرتا ہے۔اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے کسی ہم عصر کی ناراضگی بالکل گوارا نہ تھی۔انہیں راضی کرنے کی خاطر آپ نے قاہرہ سے روضۃ المقیاس کا سفر پاپیادہ اور برھنہ سر طے کیا۔

سیرت و کردار:

علامہ قسطلانی نہایت عابد و زاھد اور متصوفانہ طبیعت کے مالک تھے۔یہی وجہ ہے کہ امراء اور بادشاھان وقت سے دور رہتے تھے۔حالانکہ اس زمانہ میں بہت سے علماء کو ممالیک چراکسیہ کے سلاطین کے دربار میں اثر و رسوخ حاصل تھا۔ لیکن آپ کے بارے میں کوئی ایسی معلومات نہیں ملتیں جن سے پتہ چلتا ہو کہ آپ کے بادشاھان وقت سے مراسم رہے تھے۔اس کے برعکس آپ اہل علم و فضل اور صوفیاء کی صحبت میں رہنا پسند فرماتے تھے۔آپ نے اپنے وقت کے ایک بہت بڑے صوفی شیخ ابراہیم المتبولی کی صحبت اختیار کی۔[xxv]

اس کے علاوہ آپ شیخ ابو العباس الحرار اور شیخ عبد القادر سے بہت متاثر تھے۔چنانچہ آپنے شیخ احمد بن ابی العباس الحرار کے مناقب پر مشتمل ایک کتاب ’’ نزھۃ الابرار فی مناقب الشیخ ابی العباس احمد الحرار ‘‘ تالیف کی۔[xxvi]

شیخ عبد القادر کے مناقب پر جو کتاب لکھی اس کا نام "الروض الزاھر فی مناقب الشیخ عبد القادر" ہے۔[xxvii]

امام علائی آپ کے اوصاف و کردار کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’وہ بڑے فاضل،دین پر کاربند رہنے والے،عفیف،لوگوں سے دور رہ کر صرف مطالعہ،تصنیف و تالیف،تدریس اور عبادت میں مشغول رہتے ۔‘‘[xxviii]

علامہ شوکانی کے الفاظ میں

كان متعففا جيد القراة للقرآن والحديث والخطابة شجى الصوت مشارک فى الفضائل متواضع مستودد لطيف العشره سريع الحركة [xxix]

سیرت و کردار بہترین ہو تو اس کا اثر وعظ و تدریس میں بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وعظ کی مجالس میں لوگوں کی کثیر تعداد شریک ہوتی تھی آپ نبی اکرم ﷺ پر درود سلام بھیجنے کی مجالس میں بھی شرکت کرتے تھے۔ نجم الدین غزی نے علامہ شوکانی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ احمد البدوی کے گھر میں جمعہ کی رات اور دن کو بھی درود سلام کی ایک مجلس ہوا کرتی تھی۔ علامہ شوکانی نے ایسی ہی ایک مجلس کا آغاز جامع ازھر میں بھی کیا جس میں لوگوں کی کثیر تعداد شریک ہوتی۔ جامع ازھر کے مالکوں نے ان مجالس کو روکنے کی کوشش اور ان مجالس میں شمعوں اور قندیلوں کے روشن کرنے کو مجوس کا فعل قرار دیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے برہان بن ابی شریف سے فتوی طلب کیا۔ انہوں نے اسے جائز قرار دیا۔ علامہ قسطلانی نے بھی ان کی تائید کی اور ان لوگوں کی تردید میں ایک کتاب تصنیف کی جنوں نے شوکانی کی مجلس کی مخالفت کی تھی۔ آپ خود بھی اس مجلس میں شرکت کرتے تھے اور لوگوں کو بھی ترغیب دیتے تھے۔[xxx]

آپ وسیلہ سے دعا مانگنے کے قائل تھے۔ المواھب اللدنیہ میں لکھتے ہیں " میں ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا جس کے علاج سے طبیب عاجز آگئے تھے۔ کئی سال اس بیماری میں مبتلا رہنے کے بعد جمادی الاول 893ھ کو میں نے مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ سے استغاثہ کیا۔ خواب میں میرے پاس ایک شخص ایک رقعہ لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ یہ دوا احمد قسطلانی کے لیے اذن نبوی ﷺ ہے۔۔۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ بیماری دور ہو چکی تھی۔[xxxi]

اسی طرح کے ایک اور واقعہ کا بھی انہوں نے ذکر کیا ہے جو کہ 885ھ میں زیارت مکہ کے بعد واپس آتے ہوئے راستہ میں پیش آیا۔ مؤلف کے مطابق ان کی ایک خادمہ مرگی کے مرض میں مبتلا ہو گئی۔ کئی ایام تک وہ اسی مرض میں مبتلا رہی۔ آپ نے اس کی شفاء کے لئے آپ ﷺ سے استغاثہ کیا۔ چنانچہ اس عورت کو بھی شفاء حاصل ہو گئی۔[xxxii]

آپ کو غلو کی حد تک نبی اکرم ﷺ سے محبت و عقیدت تھی آپ نبی اکرم ﷺ سے محبت کی بناء پر مدینہ کو مکہ سے اور لیلۃ المولد کو لیلۃ القدر سے افضل قرار دیتے تھے۔[xxxiii]

بقول نجم الدین غزی: ان کے اعمال کی قبولیت اور اخلاص کی پہلی دلیل لوگوں کا المواھب اللدنیہ سے استفادہ کرنا ہے۔[xxxiv]

اساتذہ

علامہ قسطلانی کے مشاہیر اساتذہ میں درج ذیل اہم نام شامل ہیں۔

1. شیخ الاسلام زکریا انصاری
2. محمد بن عبد الرحمن السخاوی
3. البرھان بن ابی شریف
4. عبد الغنی الھیثمی
5. عمر بن قاسم الانصاری
6. فخر الدین المقسی

7. ابراہیم المتبولی

8. جلال الدین البکری

9. ام حبیبہ زینب بنت الشوبکی

10. ام کمالیہ بنت نجم الدین المرجانی

تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں جار اللہ بن فہد، احمد بن محمد بن حمادہ، عبد الرحمن الاجہوری، علی بن محمد البکری، صالح الیمنی، محمد بدر الدین الغزی، عبد الوھاب بن ذو قاشعرانی اور عائشہ باعونیہ شامل ہیں۔

تصانیف

آپ کی علمی و تصنیفی خدمات نہایت گرانقدر ہیں آپ کی دو تصانیف یعنی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری اور المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کی دیگر تصانیف میں لطائف الاشارات فی فنون القراءات، فتح الدانی فی شرح حرز الامانی، تحفتہ السامع والقاری، الاسعاد فی تلخیص الارشاد، نفائس الانفاس فی الصحبۃ واللباس، لوامع الانورانی الادعیۃ والآذکار اور دیگر متعدد تصانیف شامل ہیں۔

ان گرانقدر علمی و تصنیفی خدمات کی بدولت آپ کا شمار اپنے وقت کے نامور اور جید علماء میں ہوتا ہے۔

وفات:

علامہ قسطلانی 8 محرم 923ھ کو جمعہ کے دن فوت ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 74 برس تھی۔ نجم الدین غزی کے مطابق آپ کی وفات صدمے سے ہوئی۔ جب آپ نے سنا کہ سلطان غوری نے ابراہیم بن عطاء اللہ کا سر قلم کر دیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی آپ سواری سے گر پڑے۔ بے ہوشی کے عالم میں آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا۔ کچھ دن بعد آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے نماز جمعہ کے بعد جامع ازھر میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو جامع ازھر کے قریب مدرسہ عینی میں دفن کیا گیا۔[xxxv]

آپ کی وفات سے لوگوں کو بہت دکھ پہنچا۔ دمشق میں بھی آپ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی تھی۔[xxxvi]

مصادر و مراجع

السخاوی. محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع، مکتبہ الحیاۃ لبنان، 103/2

الواسطی، محمد مرتضی الحسینی، تاج العروس، دار الھدایہ: 217/15

الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح العلامہ الزرقانی، دار الکتب العلمیہ بیروت: 264/1

الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ؛موسسہ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت لبنان 2005م: 550/4

ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت: 347/11

ابو حفص سراج الدین عمر بن علی الدمشقی النعمانی، اللباب، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان 263/3
؛ یاقوت الحموی، معجم البلدان، موقع الوراق، 347/4
الضوء اللامع: 103/2
الضوء اللامع: 103/2
الضوء اللامع: 103/2
نجم الدین محمد بن محمد الغزی، الکواکب السائرۃ، دار الکتب العلمیہ: 127/1
الشوکانی، محمد بن علی البدر الطالع، دار المعرفہ، بیروت لبنان: 10/1
الکواکب السائرۃ: 127/1
البدر الطالع: 102/1؛ الضوء اللامع: 104/2/1
سیوطی، جلال الدین، حسن المحاضرہ، دار احیاء الکتب العربیہ مصر: 162/2
حسن المحاضرہ: 162/2
ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ الادب العربی، دار الساقی: 261/2
الضوء اللامع: 104/1
الضوء اللامع: 104/1
القسطلانی، احمد بن محمد، المواهب اللدنیہ، المکتبہ الاسلامی، بیروت: 408/3
المواهب اللدنیہ: 419/3
الضوء اللامع: 104/2/1
الکواکب السائرۃ: 95/1
حاجی الخلیفہ، مصطفی بن عبداللہ کاتب الجلبی، کشف الظنون، /، مکتبہ المثنی بغداد، 1941م: 1897/2
المواهب اللدنیہ: 21/1
الضوء اللامع: 104/2/1
کشف الظنون: 1938/2
کشف الظنون: 919/1
الکواکب السائرۃ: 127/1
البدر الطالع: 103/1
الکواکب السائرۃ: 217/2
المواهب اللدنیہ: 419/3

المواھب اللدنیہ:419/3

المواھب اللدنیہ:77/1

الکواکب السائرۃ:127/1

الکواکب السائرۃ:77/1

طولون، محمد بن علی، الدمشقی مفاکھۃ الخیلان، دار الکتب العلمیہ، لبنان:363